38577 ـ كرايہ دار غريب ہونے كى بنا پر كرايہ ادا نہيں كرتے لہذا وہ زكاۃ كيسے ادا كرے ؟

سوال

فلسطين ميں ميرى جائداد ہے، اور كرايہ داروں نے مسلسل تين برس سے كرايہ ادا نہيں كيا، كيونكہ اس وقت چلنے پھرنے اور دوسرى پابندياں ہيں اس كى بنا پر ان كے پاس كام نہيں جس سے وہ روزہ مرہ كى ضروريات پورى كر سكيں ... الخ
اسى طرح ميرى ايك عمارت فارغ ہے اور كرايہ پر نہيں، تو كيا اس جائداد پر آمدنى نہ ہونے كے باوجود ميرے ذمہ اس كى زكاۃ ادا كرنا واجب ہے ؟ يا كہ كرايہ داروں كے حالت درست ہونے اور ان سے كرايہ وصول ہونے تك اس ميں تاخير كرنى ممكن ہے ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

اللہ تعالى سے ہمارى دعا ہے كہ وہ فلسطين وغيرہ ميں ہمارے بھائيوں كى دشمنوں كے مقابلہ ميں مدد فرمائے اور دشمنوں كو شكست اور ذلت و رسوائى دے، اور مسلمانوں پر امن و سكون نازل فرمائے اور انہيں زمين ميں استقرار عطا كرے.

اے اہل فلسطين صبر كرو، اے كمزور اور بے آسرا صبر سے كام لو، كيونكہ اللہ تعالى كى مدد ضرور اور لامحالہ آئے گى:

" كيونكہ مدد صبر سے ہى ملتى ہے "

صحيح الجامع حديث نمبر (6806).

رات جتنى بھى لمبى ہو جائے بالآخر اس نے ختم ہونا ہے، اور رات كے سياہ اندھيروں كے بعد فجر كى روشنى اور پو ضرور پھوٹنى ہے.

دوم:

زمین اور مکانات، اور دوکانیں وغیرہ کی جائداد میں زکاۃ نہیں ہے، لیکن جب یہ تجارت کے لیے ہوں تو پھر اس میں زکاۃ ہو گی، دوسرے معنوں میں اس طرح کہ اس نے یہ جائداد اس لیے بنائی اور خریدی ہے کہ وہ اسے فروخت کر کے منافع حاصل کرے تو اس میں زکاۃ ہو گی.

اور وہ جائداد جو مالك نے کرایہ پر دے رکھی ہے اس میں زکاۃ نہیں، بلکہ زکاۃ اس کے کرایہ اور اجرت میں ہے جب کرایہ نصاب کو پہنچے اور اس پر سال مکمل ہو جائے تو پھر زکاۃ ہو گی وگرنہ نہیں.

اور زکاۃ کا نصاب پچاسی گرام سونا، یا پانچ سو پچانوے (595) گرام چاندی کے برابر ہے.

مزید تفصیل دیکھنے کے لیے آپ سوال نمبر (2795) کے جواب کا مطالعہ کریں.

جب کرایہ داروں کے پاس کرایہ کی رقم اگر چاندی یا سونے کے نصاب کو پہنچتی ہو اور نصاب کے بعد سال مکمل ہو جائے تو تنگ دست مقروض کے پاس قرض پر زکاۃ میں علماء کرام کا اختلاف ہے.

اس میں کئی ایك اقوال ہیں:

اول:

اس میں زکاۃ واجب نہیں ہے.

قتادۃ، اسحاق، ابو ثور، ابن حزم، اور امام احمد سے ایك روایت اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی اسے ہی اختیار کیا ہے، کیونکہ اسے نفع حاصل کرنے کی قدرت نہیں ہے.

دیکھیں: المحلی (4 / 221) الانصاف (3 / 18) الاختیارات (98).

دوم:

جب وہ رقم حاصل کر لے تو اس وقت سب برسوں کی زکاۃ ادا کرے گا.

یہ قول ثوری، ابو عبید، اور شافعیہ اور حنابلہ کا مذہب ہے، انہوں نے علی رضی اللہ تعالی عنہ کے اس قول سے استدلال کیا ہے جو قرض واپس ملے یا نہ ملنے والے قرض میں کہا تھا:

" اگر تو وہ سچا ہے تو وہ اسے وصول کرنے کے بعد سب سالوں کی زکاۃ ادا کر دے "

مصنف عبد الرزاق حدیث نمبر (7116).

دیکھیں: المجموع (6 / 16) المغنی (2 / 345) الانصاف (3 / 22).

سوم:

وصولی کے بعد صرف ایک برس کی زکاۃ ادا کرے.

یہ عمر بن عبد العزیز، حسن، اور لیث، اور اوزاعی رحمہ اللہ تعالی کا قول اور امام مالک کا مسلک ہے، جیسا کہ موطا میں ہے:

" قرض کے جس معاملہ میں ہمارے ہاں اختلاف نہیں وہ یہ ہے کہ قرض کا مالک قرض واپس لینے کے بعد اس کی زکاۃ ادا کرے گا، چاہے وہ مقروض کے پاس کئی برس رہے، اور پھر مالک اسے وصول کر لے تو اس پر صرف ایک بار زکاۃ واجب ہو گی "

دیکھیں: موطا (1 / 253) اور الکافی لابن عبد البر (1 / 93).

اور اس تیسرے قول پر ہی مستقل فتوی کمیٹی نے فتوی جاری کیا ہے فتوی میں ہے کہ:

اور اگر (قرض) کسی ایسے شخص پر ہو جو تنگ دست ہے تو قرض کی وصولی کے بعد ایک سال کی زکاۃ ادا کرے گا، چاہے اس پر کئی برس گزر چکے ہوں، امام احمد رحمہ اللہ سے ایک روایت اور امام مالک رحمہ اللہ تعالی کا قول یہی ہے، اور شیخ عبد الرحمن بن حسن رحمہ اللہ تعالی نے یہی فتوی دیا ہے، اور ان کا کہنا ہے کہ: اور شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ تعالی کا یہی اختیار ہے " انتہی

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (9 / 190).

اور اسی طرح شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی نے اسے راجح قرار دیتے ہوئے کہا ہے:

" اور اگر تنگ دست پر قرض ہو تو صحیح یہ ہے کہ اس میں زکاۃ واجب نہیں؛ کیونکہ اس رقم کا مالک شرعی طور پر اسے مطالبے کا حق نہیں، کیونکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

اور اگر وہ تنگ دست ہو تو اسے اس کی آسانی تک مہلت دی جائے اور تم صدقہ کر دو تو تمہارے لیے بہتر ہے، اگر تم جانتے ہو.

اور شرعی طور پر اپنے مال سے عاجز شخص کی یہی حقیقت ہے، تو اس مال میں اس پر زکاۃ واجب نہیں، لیکن جب وہ اسے وصول کر لے تو اس کے ایک برس کی زکاۃ ادا کرے گا، چاہے وہ مقروض کے پاس دس برس بھی رہا ہو؛

کیونکہ اس قرض کی وصولی زمین سے حاصل ہونے والے کے مشابہ ہے جس کے حصول کے وقت زکاۃ ادا کی جاتی ہے.

اور بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ: وہ پچھلے برسوں کی زکاۃ نہیں دے گا بلکہ نیا سال شروع کرے گا، اور جو ہم نے بیان کیا ہے اسی میں زیادہ احتیاط اور بری الذمہ ہے کہ پچھلے برسوں میں سے ایک برس کی زکاۃ ادا کرے، اور پھر اس سے سال کا آغاز کرے، اور اس میں معاملہ آسان ہے، اور انسان کے لیے قرض کی وصولی سے ناامید ہونے کے بعد وصول ہونے کی شکل میں اڑھائی فیصد زکاۃ ادا کرنا کوئی مشکل نہیں، یہ تو اس کے حصول جیسی نعمت پر اللہ تعالی کا شکر ادا کرنا ہے" انتہی

دیکھیں: مجموع فتاوی و رسائل ابن عثیمین (18 / 28).

جواب کا خلاصہ:

آپ کے پاس جو جائداد ہے اس میں کوئی زکاۃ نہیں، چاہے وہ کرایہ پر ہے یا خالی پڑی ہے، بلکہ اس کی اجرت پر زکاۃ ہو گی اور وہ بھی اس وقت جب اجرت نصاب کو پہنچے اور اس پر سال مکمل ہو جائے، اور وہ کرایہ جو کرایہ داروں کے پاس ہے جب نصاب کو پہنچ جائے تو وصولی کے وقت صرف ایک برس کی زکاۃ ادا کریں، چاہے اسے کئی برس بیت چکے ہوں.

واللہ اعلم .